Tauseeq, Volume. 6, Issue. 1
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v6i1.4

Received: 26-05-2025
Accepted: 30-05-2025
Published: 30-06-2025

لسانی منظرنامے میں اردو کی صورتحال: بین السانی تعاملات کا تجزیہ

The Situation of Urdu in the Linguistic Landscape: An Analysis of Inter-Linguistic Interactions

ڈاکٹر محمد امجد کلو*
ڈاکٹر غزل یعقوب
ڈاکٹر سعدیہ کنول

Abstract:

This paper explores the dynamic linguistic landscape of Urdu in the context of interlingual interactions, focusing on the impact of globalization, multilingualism, and socio-cultural transformations. Traditionally seen as a marker of South Asian cultural identity, Urdu today is undergoing significant shifts due to contact with English and regional languages, as well as exposure to digital media. The study analyzes emerging linguistic phenomena such as code-switching, lexical borrowing, and hybridization, highlighting their role in the evolutionary trajectory of Urdu. It also examines how Urdu, while being influenced by other languages, exerts a reciprocal cultural and linguistic impact, particularly in media and popular discourse. Furthermore, the increasing visual presence of Urdu in public and commercial spaces opens new avenues for research in semiotic and urban linguistics. The paper concludes by advocating for an interdisciplinary approach to Urdu studies that incorporates contemporary linguistic theories and promotes scholarly engagement with Urdu's evolving identity in a globalized world.

*بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد
ٹیچنگ ریسرچ ایسوسی ایٹ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد
نمل، اسلام آباد

Keywords: Code-switching, Multilingualism,Contact Linguistics, Cultural Linguistics, Semiotic Linguistics, Urban Linguistics

اردو ایک زبان کے طور پر جنوبی ایشیا کے سماجی و ثقافتی تناظر میں ایک نہایت اہم اور پیچیدہ مقام رکھتی ہے۔ایک ہم آہنگ لسانی نظام کے طور پر اس کی تاریخی ارتقاء سے لے کر غزل، نظم اور نثر کی صورت میں اس کی ادبی عظمت تک،اردو نے محض رابطے کے وسیلے کے طور پر ہی نہیں، بلکہ اجتماعی یادداشت،شناخت اور مزاحمت کے مؤثر اظہار کے وسیلے کے طور پر بھی نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

مابعد نوآبادیاتی اور عالمگیری تناظرات میں،اردو کا مطالعہ اب صرف اس کی ادبی روایت تک محدود نہیں رہا، بلکہ ایک ایسے وسیع بین الضابطہ زاویۂ نظر کا تقاضا کرتا ہے جو معاشرتی سیاق وسباق میں زبان کی حرکیات کو بہتر طور پر سمجھنے میں معاون ہو۔زبانیں جامد نہیں ہوتیں؛وہ سماجی، سیاسی، تکنیکی اور ثقافتی عوامل کے زیرِاثر ارتقاپذیر ہوتی ہیں، تبدیلی کو قبول کرتی ہیں،اور نئے حالات سے ہم آہنگ ہوتی ہیں۔

اردو کی موجودہ صورتِ حال بھی اسی اصول کی عکاس ہے،جو تعلیمی نظام، میڈیا کے منظرنامے،عالمی نقل مکانی کے رجحانات،ڈیجیٹل ابلاغ، اور زبان و تعلیم سے متعلق پالیسیوں میں ہونے والی تبدیلیوں سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔ یہ تمام عوامل نہ صرف اردو کے لیے اظہار کے نئے امکانات پیدا کرتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ متعدد لسانی، علمی اور ادارہ جاتی چیلنجز بھی جنم لیتے ہیں۔ان چیلنجز میں مطالعہ و مطالعہ نویسی کے کلچر کا زوال، تعلیمی اور پیشہ ورانہ شعبوں میں انگریزی زبان کا غلبہ، سائنسی اور تکنیکی مضامین میں اردو کا محدود استعمال،اور ایسے جدید نصاب کی عدم دستیابی شامل ہیں جو عالمی لسانی رجحانات کی مؤثر عکاسی کرے۔

ان حالات میں یہ ناگزیر ہو چکا ہے کہ اردو زبان و ادب کی تحقیق کے اصولوں پر ازسرِ نو غور کیا جائے۔ محض ادبی یا لسانیاتی (Philological)نقطہ نظر کافی نہیں؛ بلکہ ایسے جامع فکری فریم ورک کی ضرورت ہے جو سماجی لسانیات، ثقافتی مطالعہ جات، میڈیا اسٹڈیز، تعلیمی نظریات، ترجمہ علوم،اور مابعد نوآبادیاتی فکر کو شامل کرے۔

یہ مقالہ اردو زبان میں تحقیق کے طریقہ کار میں ممکنہ تبدیلیوں اور مستقبل کی سمتوں کا جائزہ لینے کی کوشش کرتا ہے۔اس میں تنقیدی طور پر یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ ایک عالمگیر اور کثیر لسانی عہد میں اردو زبان کی تحقیق کو کس طور مؤثر، متعلقہ اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ بنایا جا سکتا ہے۔ ۔حافظ صفوان محمد چوہان کے مطابق:

"لفظ اپنے مصادق کے ساتھ زندہ رہتے ہیں؛ جہاں کوئی نقشِ کہن مٹا، کوئی دور گزرا، کوئی تہذیب برباد ہوئی، کوئی رسم ٹوٹی، کوئی بلندی بیٹھی، کوئی شعبہ علم ختم ہوا یا کوئی بڑی ایجاد پرانی ہوئی، ان سے متعلق بہت سے لفظ بھی فنا کے سونامی کے گیڑ میں آکر پاتال میں اتر جاتے ہیں۔۔۔

ہر زبان میں کچھ لفظ بنیادی ہوتے ہیں یعنی ان سے کئی اور لفظ پھوٹتے ہیں اور ایسا ہر لفظ کسی ضرورتِ حادثہ کی پیداوار ہوتا ہے۔ چنانچہ ہر لفظ کی اپنی ثقافت ہوتی ہے اور اُس کے بین الثقافتی مراسم ہوتے ہیں۔ پرانی تہذیبوں اور ثقافتوں کے آثار کی طرح کچھ لفظ بھی عبرت کی نشانیاں بن جاتے ہیں اور کچھ سازہائے فخر و مباہات [1]"

روایتی طور پر، اردو زبان وادب کی تحقیق نے بنیادی طور پر کلاسیکی ادب، شعری اصناف اور تاریخی لسانیات کو مرکزِ توجہ بنایا ہے۔ اگرچہ اس ادبی ارتکاز نے گہری تفسیری روایت کو فروغ دیا، تاہم اس کے ساتھ ساتھ اس رجحان نے تحقیق کے دائرہ کار کو محدود کرتے ہوئے زبان کی پالیسی، ڈیجیٹل ابلاغ، کوڈ سوئچنگ، زبان کے زوال، اور مہاجر (ڈائیسپورک) کمیونٹیز میں لسانی شناخت جیسے عصری اور سماجی اہمیت کے حامل موضوعات کو نسبتاً نظر انداز کیا ہے۔

حالیہ برسوں میں اس حقیقت کو زیادہ شدت سے محسوس کیا جانے لگا ہے کہ زبان محض اظہار کا ذریعہ نہیں بلکہ طاقت، شناخت اور نظریاتی تشکیل کے پیچیدہ ڈھانچوں سے مربوط ایک سماجی مظہر بھی ہے۔ اردو، ایک مابعد نوآبادیاتی زبان کے طور پر، انگریزی کی عالمگیر بالادستی اور فارسی و عربی کی تہذیبی وراثت کے درمیان ایک تہہ دار اور متنازع مقام رکھتی ہے۔ بھارت میں تعلیمی اداروں میں اردو کا تدریجی زوال، پاکستان میں اشرافیہ کے تعلیمی نظم میں اس کی ثانوی حیثیت، اور مغربی ممالک میں اردو بولنے والی برادریوں میں اس کی بقا کی جدوجہد ـــــ یہ تمام عوامل اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ اردو زبان کی تحقیق کے لیے زیادہ جامع، متنوع اور بین الضابطہ نقطہ ہائے نظر اختیار کیے جائیں۔

لسانیات کی جدید تحقیق میں اب جن اصولوں کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جیسے کہ بین الضابطہ تجزیہ، سیاق و سباق کی حساسیت، ڈیٹا پر مبنی تحقیق، اور کمیونٹی پر مبنی انکوائری، وہ اردو زبان کے مطالعاتی تناظر کو نئے سرے سے ترتیب دینے میں نہایت مددگار ہو سکتے ہیں۔

محض قریبی مطالعہ (Close Reading) اور متنی تفسیر پر انحصار کرنے کی بجائے اب تجرباتی تحقیق، فیلڈ اسٹڈیز، کارپس لسانیات، اور سماجی لسانیاتی سروے جیسے طریقہ ہائے کار کی طرف پیش قدمی ناگزیر ہے۔

اس علمی تغیر کے تناظر میں اردو زبان کی تحقیق کے مقاصد اور طریقوں دونوں پر از سرِ نو غور و فکر اور تنقیدی تجزیہ ناگزیر ہو چکا ہے تاکہ اردو زبان کو نہ صرف موجودہ عالمی لسانی منظر نامے سے ہم آہنگ کیا جا سکے بلکہ اسے علمی طور پر مزید مؤثر، باوسیلہ اور عصری تقاضوں کے مطابق بنایا جا سکے۔

عالمگیریت اور کثیر لسانیت کے تناظر میں اردو زبان: امکانات اور چیلنجز

عالمگیریت (Globalization) نے اردو زبان کے لیے جہاں متعدد چیلنجز پیدا کیے ہیں، وہیں اس کے دامن میں کئی امکانات بھی موجود ہیں۔ ایک جانب، اس نے انگریزی زبان کی بالادستی کو مزید مستحکم کیا ہے، حتیٰ کہ خود اردو بولنے والی آبادی کے اندر بھی انگریزی کی طرف میلان بڑھتا جا رہا ہے۔ دوسری جانب، عالمگیریت نے ثقافتی تعاملات کو فروغ دیتے ہوئے اردو ادب کی عالمی سطح پر نمائش کے در وا کیے ہیں، جن میں ترجمے کی سرگرمیاں، ڈیجیٹل اشاعت، اور بین الاقوامی ادبی و ثقافتی میلوں میں اردو کی نمائندگی قابلِ ذکر ہیں۔

اس بدلتے ہوئے عالمی اور لسانی منظر نامے میں تحقیق کے لیے یہ سوال نہایت اہمیت اختیار کر گیا ہے کہ اردو زبان کثیر لسانی سیاق میں کس طور زندہ رہتی ہے، خود کو کس طرح نئے حالات سے ہم آہنگ کرتی ہے اور کن طریقوں سے اختراعی (innovative) پہلو اختیار کرتی ہے — خواہ وہ جنوبی ایشیا کے شہری مراکز ہوں یا یورپ و شمالی امریکہ میں آباد اردو بولنے والے مہاجرین کی دوسری یا تیسری نسلیں۔

کثیر لسانیت (Multilingualism) بذاتِ خود اردو لسانی تحقیق کے لیے ایک زرخیز میدان مہیا کرتی ہے۔ پاکستان میں اردو کا پنجابی، پشتو، سندھی، بلوچی اور دیگر علاقائی زبانوں کے ساتھ اشتراک اور بقائے باہمی، اور ہندوستان میں ہندی، بنگالی، تیلگو، مراٹھی اور دیگر زبانوں سے اس کا تعلق، شناخت، باہمی مفاہمت، لسانی سیاست، اور جذباتی وابستگی جیسے اہم لسانی و سماجی سوالات کو جنم دیتا ہے۔

عالمگیریت سے مراد ملکوں کے بڑھتے ہوئے باہمی ربط اور باہمی انحصار ہے۔ یہ ایک پیچیدہ اور کثیر جہتی رجحان ہے جس نے انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں بشمول زبان پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ عائشہ یاسین عالمگیریت کی وضاحت ان الفاظ میں کرتی ہیں:

"یہ جدید دور ہے جہاں نوع انسانی نے ترقی کے منازل طے کرتے وقت اور فاصلے کو اپنے گرفت میں لے رکھا ہے۔ دنیا کا کوئی بھی کونا، ملک، شہر یا خطے تک پہنچ اب لمحوں کا فاصلہ رکھتی ہے۔اس تیز ترین سائنسی فنی مہارت سے ساری دنیا نے ایک گاؤں کی شکل اختیار کرلی ہے جس کو عام فہم و زبان میں گلوبلائزیشن کی اصطلاح سے جانا جاتا ہے۔[2]"

ایسی تحقیق جو ان بین اللسانی حرکیات (interlinguistic dynamics) کا مطالعہ مقداری (quantitative)اور معیاری (qualitative) دونوں زاویوں سے کرتی ہے، نہ صرف اردو زبان کے تناظر میں لسانی رابطے، تبدیلی اور انضمام کے عمل کو بہتر انداز میں سمجھنے میں معاون ثابت ہو سکتی ہے، بلکہ یہ زبان کے ارتقائی رجحانات، ثقافتی تبادلوں اور سماجی ساختوں پر بھی نئی روشنی ڈال سکتی ہے۔

عالمگیریت، لسانی روابط، اور تکنیکی پیشرفت کے امتزاج نے دنیا بھر میں زبانوں کے تفاعل اور ان کے ارتقاء کے نئے تناظرات پیش کیے ہیں۔ اردو، جو برصغیر کی ایک تاریخی، ثقافتی اور ادبی زبان کے طور پر صدیوں سے قائم ہے، ان عالمی لسانی تبدیلیوں سے ہرگز مبرا نہیں۔ فارسی، عربی، اور مختلف مقامی ہند آریائی بولیوں کی تہذیبی اور لسانی وراثت میں جڑی ہوئی اردو، اب ایسی تبدیلیوں سے دوچار ہے جن پر انگریزی زبان کے اثرات نمایاں ہیں۔ ان اثرات میں کوڈ سوئچنگ، لغوی قرض گیری، اور ڈیجیٹل ابلاغ جیسے مظاہر شامل ہیں جو اردو کے جدید ارتقائی رجحانات کو تشکیل دے رہے ہیں۔

گزشتہ چند دہائیوں میں، بالخصوص شہری اور بیرونِ ملک اردو بولنے والے حلقوں میں، اردو کے صوتیاتی، نحوی، اور لغوی ڈھانچے میں کئی لطیف مگر معنی خیز تبدیلیاں سامنے آئی ہیں۔ انگریزی زبان کے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ، جو عالمی ذرائع ابلاغ، تعلیمی نظاموں اور آن لائن پلیٹ فارمز کے ذریعے روزمرہ زندگی کا حصہ بن چکا ہے، نے اردو میں لسانی آمیزش (linguistic hybridity) کی ایک نئی صورت متعارف کرائی ہے۔ ایک وقت میں جس لسانی "مداخلت" کو انحراف یا غیر معیاری سمجھا جاتا تھا، آج وہ عمومی طرزِ اظہار کے طور پر تسلیم کی جا رہی ہے۔ یہی رجحان ماہرین لسانیات، سماجیات، اور تعلیم کو اس بات پر مجبور کر رہا ہے کہ وہ اردو زبان کے ارتقائی بیانیے کا از سرِ نو جائزہ لیں۔ کوڈ سوئچنگ اس طرزِ اظہار کو کہا جاتا ہے جس میں ایک ہی جملے، فقرے یا گفتگو میں دو یا زیادہ زبانوں کا باہم استعمال کیا جائے۔ اردو کی جدید شہری صورتوں میں — بالخصوص کراچی، لاہور، دہلی، اور حیدر آباد جیسے کثیر لسانی شہری مراکز میں — اردو اور انگریزی کے

درمیان کوڈ سوئچنگ نہ صرف ایک اسلوبیاتی (stylistic) عنصر بن چکی ہے، بلکہ یہ روزمرہ زبان کا ایک فطری حصہ بن گئی ہے۔ مثلاً درج ذیل جملوں پر غور کیجیے:

- "مجھے کل اسائنمنٹ جمع کرنا ہے"
- "واہ، ڈرائیو پہ گیا تھا"!
- "آج لنچ باہر کرتے ہیں"

ان جملوں میں اردو کا نحوی ڈھانچہ مکمل طور پر برقرار ہے، تاہم لغوی سطح پر انگریزی الفاظ کی آمیزش نمایاں ہے۔ الفاظ جیسے "سیلفی"، "فون"، "بریک"، "اسپیڈ اپ"، "میسج"، "آفس"، "انٹرویو"، "میٹنگ" اور "ای میل" اردو بولنے والوں کی عمومی لغت کا حصہ بن چکے ہیں اور ان کا استعمال کسی تعطل یا اجنبیت کے بغیر کیا جاتا ہے۔

یہ رجحان صرف اسما تک محدود نہیں بلکہ افعال اور محاوراتی اظہار تک پھیل چکا ہے۔ مثلاً:

- "اس نے مجھے نظرانداز کر دیا"
- "پریزنٹیشن کینسل ہو گئی"
- "مجھے اس موضوع پر ریسرچ کرنی ہے"

یہ مثالیں اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ اردو جملوں کے نحوی سانچوں میں انگریزی افعال کس طرح ضم ہو چکے ہیں۔ لسانیاتی اصطلاح میں اس رجحان کو مورفو-سِنٹیکٹک انٹیگریشن (morpho-syntactic integration) کہا جاتا ہے، جہاں انگریزی کی فعلی بنیاد اردو کے صرفیاتی سانچوں میں جذب ہو جاتی ہے، جیسے "کینسل ہو گئی"، "ریسرچ کرنی ہے" وغیرہ۔ ان جملوں میں اردو کی صرفی اور نحوی ساخت محفوظ رہتی ہے، جب کہ مفردات کی سطح پر لسانی تبدیلی وقوع پذیر ہو رہی ہے — جو اردو زبان کی ارتقائی جہات کو ایک نئے بیانیے سے جوڑتی ہے۔

علاقائی اثرات اور اردو میں کثیر لسانی ہائبرڈائزیشن

عالمگیریت، لسانی ہائبرڈیٹی، اور ڈیجیٹل ارتقاء کے وسیع تناظر میں اردو محض انگریزی جیسی عالمی زبانوں سے نہیں بلکہ جنوبی ایشیا کی علاقائی زبانوں جیسے پنجابی، سندھی، پشتو اور بلوچی سے بھی مسلسل اثر پذیر ہو رہی ہے۔ اردو کا یہ ارتقائی پہلو پاکستان اور ہندوستان کے ان خطوں سے گہرائی سے وابستہ ہے جہاں زبان کا منظر نامہ کثیر لسانی معاشرت پر مشتمل ہے۔ ان معاشروں میں اردو ایک "یک زبانی" نظام کے بجائے ایک کثیر صوتی اور کثیر ثقافتی اظہار کی صورت میں سامنے آتی ہے، جو علاقائی لسانی تعاملات کے ذریعے مسلسل نئی صورتیں اختیار کر رہی ہے۔

علاقائی زبانوں کا اثر اردو پر، خاص طور پر عوامی میڈیا، تفریحی صنعت اور روزمرہ گفتگو میں واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ یہ اثر محض زبان کی آمیزش یا اس کی ساخت میں بگاڑ نہیں بلکہ ایک فعال سماجی و ثقافتی انضمام کی علامت ہے۔ یہ لسانی تغیرات ثقافتی لسانیات، کوڈ مکسنگ، اور رابطہ لسانیات جیسے شعبوں میں علمی تحقیق کے نئے دائرے متعین کرتے ہیں۔

تاریخی طور پر، اردو برصغیر کے لسانی و ثقافتی تناظر میں ایک رابطے کی زبان کے طور پر ابھری، جس نے فارسی، مقامی ہندی بولیوں، اور عربی کے امتزاج سے جنم لیا۔ یوں، اردو کی بنیاد ہی لسانی تعاملات پر استوار ہے۔ تاہم، اکیسویں صدی میں یہ تعامل اب ایک نئی وسعت، رفتار اور شدت کے ساتھ سامنے آ رہا ہے، خاص طور پر پاکستان جیسے ممالک میں جہاں علاقائی زبانیں اردو کے ساتھ متوازی طور پر موجود ہیں۔ ڈاکٹر سہیل بخاری کی رائے دیکھیئے:

> "خالی یہی نہیں کہ قومی اور علاقائی زبانوں کے میل جول سے قومی کاروبار آسانی سے چلتا ہے خود ان دونوں کو بھی ایک دوسرے سے پوکھ ملتی ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے الفاظ اور بات چیت کے ڈھنگ لے کر اپنا اپنا ذخیرہ بڑھاتی ہیں۔ قومی زبان علاقائی زبان کے چھینٹوں سے مقامی رنگ میں رنگ جاتی ہے اور علاقائی زبان میں قومی زبان کے ذریعے قومی کلچر حل ہو جاتا ہے۔[3] "

ڈاکٹر سہیل بخاری کی یہ رائے قومی اور علاقائی زبانوں کے درمیان ایک علامتی تعلق کو بیان کرتی ہے۔ پاپ کلچر میں مختلف صنعتیں اور کاروبار اکثر قومی اور علاقائی اثرات کے امتزاج پر پروان چڑھتے ہیں۔ مثلاً تفریحی صنعت ایسا مواد فراہم کرتی ہے جو قومی اور علاقائی دونوں سامعین میں وسیع پیمانے پر پسند کیا جاتا ہے۔ پاک کلچر ایک متحرک قوت ہے جس کا رجحان مسلسل بڑھ رہا ہے۔ یہ ارتقاء زبان کے ذریعے بھی ظاہر ہو رہا۔

مثال کے طور پر درج ذیل جملے لسانی تعامل کے واضح اشارے ہیں:

- "نِک دا کوکا"4
- "پرو گرام توڑ گیا" 5
- "مختاریہ گل ودھ "6
- "مک مکا کرنا"[7]
- "کھڈے لائن لگانا"[8]

ایسے تاثرات نہ صرف غیر رسمی گفتگو میں سننے کو ملتے ہیں بلکہ ان کا استعمال ٹیلی ویژن، کامیڈی شوز، سوشل میڈیا پلیٹ فارمز اور ریئل ٹائم تبصروں میں عام ہو چکا ہے۔ زبان کی یہ تبدیلی اب محض بول چال کی سطح تک محدود نہیں رہی بلکہ اس نے ثقافتی صداقت اور اظہار کے لیے ایک اہم ذریعہ کی حیثیت اختیار کرلی ہے۔

روایتی لسانی خالصیت کے تناظر میں اس قسم کے مخلوط اظہار کو معیاری اردو کی "تحریف" یا "بگاڑ" گردانا جاسکتا ہے، لیکن جدید لسانی نظریات ان تبدیلیوں کو زبان کے ارتقائی سفر کا فطری اور جائز حصہ قرار دیتے ہیں۔ اردو، بالخصوص پاکستانی تناظر میں، ایک ایسی pluricentric زبان کے طور پر ابھرتی ہے جو مختلف ثقافتی، علاقائی اور لسانی تناظرات میں اپنی نئی شکلیں پیدا کرتی ہے۔

پاکستان میں جہاں بیشتر افراد دو یا تین زبانوں میں مہارت رکھتے ہیں، وہاں اردو محض رسمی اظہار کا وسیلہ نہیں بلکہ قومی اور علاقائی شناخت کے امتزاج کی نمائندہ زبان بن چکی ہے۔ اس کے نتیجے میں ایک ایسی کوڈ مکسڈ گفتگو وجود میں آتی ہے جس میں اردو کا نحوی ڈھانچہ برقرار رہتا ہے، لیکن اس میں علاقائی الفاظ، تلفظ، اور محاورات بآسانی ضم ہو جاتے ہیں، جو کہ سماجی تجربات کی زیادہ معتبر اور قابلِ قبول نمائندگی پیش کرتے ہیں۔

یہ لسانی ہائبرڈیٹی ہمیں اس امر پر بھی غور کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ "معیاری اردو" کا تصور شاید خود ایک جامد نہیں بلکہ تغیر پذیر حقیقت ہے۔ اس کے بجائے ہمیں "اردوؤں" کے مختلف روپوں— جیسے پنجابی-اردو، سندھی-اردو، یا پشتو-اردو— کو الگ لسانی شناختوں کے طور پر تسلیم کرنا ہوگا، جو ہر ایک اپنی صوتی، لغوی اور نحوی خصائص رکھتی ہے۔

یہ مطالعہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ اردو محض دیگر زبانوں کے لسانی اثرات کو جذب کرنے والی غیر فعال زبان نہیں ہے، بلکہ یہ خود بھی ثقافتی اور لسانی سطح پر فعال کردار ادا کرتی ہے۔ اردو کو صرف ایک ایسی زبان سمجھنا جو انگریزی یا علاقائی بولیوں سے متاثر ہو، دراصل اس کی مکمل لسانی حقیقت کو نظر انداز کرنا ہے۔ اردو نہ صرف دیگر لسانی و ثقافتی دائروں پر اثر انداز ہوتی ہے بلکہ ان میں معنیاتی گہرائی اور جاذبیت بھی پیدا کرتی ہے۔ اس دوطرفہ لسانی تعامل کو ہم **"دوطرفہ لسانی بہاؤ "** کے تصور کے تحت سمجھ سکتے ہیں، جو موجودہ دور میں میڈیا، عوامی مقامات اور بین الثقافتی روابط میں اردو کی موجودگی کو سمجھنے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

اردو کی جمالیاتی کشش، جذباتی تہہ داری، اور شاعرانہ وسعت نے اسے سینما، اشتہارات، ڈیجیٹل مواصلات، اور برانڈنگ جیسے شعبہ جات میں روایتی لسانی حدود سے ماورا ایک تخلیقی قوت میں تبدیل کر دیا ہے۔ ان رجحانات نے بین الثقافتی لسانیات، تقابلی ادب اور سامی لسانیات میں تحقیق کے نئے امکانات پیدا کیے ہیں۔

برصغیر کی فلمی صنعت، بالخصوص بالیووڈ اور لالی وڈ، میں اردو کی موجودگی محض اسکرپٹ رائٹنگ یا مکالمہ نویسی تک محدود نہیں رہی؛ بلکہ یہ ایک عرصے سے جذباتی اور شاعرانہ اظہار کی مرکزی زبان کے طور پر قائم ہے۔ اردو گیت اور مکالمے فلمی مناظر کی جذباتی شدت کو بڑھانے کے لیے نہایت مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔

یہ عمل یک طرفہ نہیں بلکہ تبادلہ خیال پر مبنی ہے: اردو جہاں دیگر زبانوں کو اثر انداز کرتی ہے، وہیں خود بھی ان سے بصری، بیانیہ اور ادائیگی کے عناصر اخذ کرتی ہے۔ تقابلی ادبیات کے تناظر میں، اردو محض تجزیے کا موضوع نہیں بلکہ ادبی اور لسانی تبادلوں میں ایک فعال شراکت دار ہے۔

لسانی اظہار صرف گفتار یا تحریر تک محدود نہیں۔ اردو اب شہری فضا میں بصری علامتوں کے طور پر بھی ابھرتی جا رہی ہے — مثلاً بل بورڈز، اشتہارات، دکانوں کے نام اور سائن بورڈز میں اس کا استعمال عام ہے۔

مثال کے طور پر:

- "اسٹائلش کپڑے صرف 1500 روپے"
- "موسم سرما کا نیا کلیکشن، محدود مدت کے لیے دستیاب"!

یہ ہائبرڈ زبانیں، جن میں اردو اور انگریزی کا امتزاج پایا جاتا ہے، نہ صرف تجارتی مقاصد کی حامل ہیں بلکہ جدید شہری شناخت، متوسط طبقے کی معاشی خواہشات، اور ثقافتی امتزاج کی عکاس بھی ہیں

شہری مقامات پر زبان محض ابلاغ کا ذریعہ نہیں، بلکہ ایک کارکردگی بھی ہے — جو جدید شناخت، فیشن، اور رسائی کا مظہر بنتی ہے۔ اردو، خاص طور پر دو یا سہ لسانی اشاروں میں، جدید متوسط طبقے کے لیے جاذبیت اور وابستگی کا احساس پیدا کرتی ہے۔ شاپنگ مالز، ملبوسات کے مراکز، موبائل اسٹورز اور کیفے وغیرہ میں لسانی جمالیات کو کسٹمر کے تجربے کا ایک اہم حصہ سمجھا جاتا ہے۔

یہ تحقیق اردو علوم کے عصری منظر نامے میں وقوع پذیر ہونے والی ان پیش رفتوں کو اجاگر کرتی ہے جو تحقیق کے طریقہ کار اور دائرۂ کار دونوں میں ایک نمایاں پیراڈائم شفٹ کی عکاس ہیں۔ اس مطالعے سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ اردو تحقیق کو اب محض ادب، صرف و نحو، اور کلاسیکی لغت نگاری کے روایتی دائرہ جات تک محدود نہیں رکھا جاسکتا۔ موجودہ عہد میں اردو ایک متحرک اور بین الضابطی میدان کے طور پر سامنے آئی ہے، جو ثقافتی مطالعات، سماجی لسانیات، میڈیا مطالعات اور ڈیجیٹل ہیومینٹیز جیسے جدید علوم سے پیوستہ ہو چکی ہے۔

تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ اردو کا موجودہ استعمال، خصوصاً شہری اور دو لسانی سیاق و سباق میں، کوڈ سوئچنگ اور لغوی امتزاج کے نئے مظاہر سے مزین ہے، جن میں انگریزی کے ساتھ لسانی امتزاج ایک نمایاں رجحان کے طور پر سامنے آیا ہے۔ یہ رجحان نہ صرف زبان کے معیاری رجسٹروں میں تبدیلی کا باعث بنا ہے بلکہ اس نے زبان کی پاکیزگی اور صحت کی روایتی تعریفات کو بھی چیلنج کیا ہے۔ ایسی ہائبرڈ صورتِ حال کو سمجھنے کے لیے لسانی تجزیے کے نئے طریقہ ہائے کار کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔

اس ضمن میں علاقائی زبانوں، بالخصوص پنجابی، سندھی، پشتو اور بلوچی کے اثرات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، جنہوں نے اردو کی صوتیاتی، محاوراتی اور اسلوبی ساخت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان لسانی اثرات کو اردو کی کمزوری نہیں بلکہ اس کی فطری ہمہ گیری اور لسانی موافقت کا ثبوت سمجھا جانا چاہیے۔ نتیجتاً، اردو ایک ایسی زبان کے طور پر ابھری ہے جو نہ صرف متنوع ثقافتی اثرات کو جذب کرتی ہے بلکہ اپنے بولنے والوں کی کثیر لسانی شناختوں کی بھی بھرپور ترجمانی کرتی ہے۔

میڈیا اور ڈیجیٹل ذرائع کی تیز رفتار ترقی نے اردو کو نئے لسانی و ثقافتی دائروں میں داخل کیا ہے۔ اردو اب صرف ایک مقامی زبان نہیں رہی، بلکہ عالمی لسانی تبادلے میں ایک فعال شریک کے طور پر سامنے آئی ہے۔ یہ زبان نہ صرف دوسری زبانوں سے اثر قبول کر رہی ہے بلکہ

فلم، موسیقی اور جذباتی اظہار جیسے شعبوں میں اپنی بھرپور موجودگی کے ذریعے دوسروں پر بھی اثرانداز ہو رہی ہے، جو اس کی ثقافتی اہمیت کو مزید مستحکم کرتا ہے۔

اردو علوم کے عصری مباحث میں زبان کے بصری اور سیمیٹک (معنائی) پہلوؤں پر توجہ بھی ناگزیر ہو چکی ہے۔ شہری علامات، اشتہارات، مصنوعات کی پیکجنگ، اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر اردو کی موجودگی نے سیمیٹک لسانیات کے تناظر میں تحقیق کے لیے نئے امکانات فراہم کیے ہیں۔ یہ بصری متون محض ظاہری زبان کے نمونے نہیں بلکہ ان کے پس منظر میں شناخت، صارفیت، اور عصری ثقافتی اقدار کی پیچیدہ پرتیں موجود ہیں۔ "سردیوں کا مجموعہ اب دستیاب ہے" جیسے جملے یا اردو و انگریزی کے امتزاج پر مبنی تجارتی نعروں میں زبان ایک ثقافتی نشان کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ لہٰذا، اردو کے جدید مطالعے میں ان بصری و لسانی مظاہر کو قابلِ تحقیق متن کے طور پر تسلیم کیا جانا وقت کی ضرورت ہے۔

مندرجہ بالا مشاہدات کے پیشِ نظر یہ امر لازم ہو گیا ہے کہ اردو تحقیق کو عصری لسانی نظریات اور بین الضابطی زاویہ نگاہ سے ہم آہنگ کیا جائے۔ دو لسانیات، کوڈ سوئچنگ، رابطہ لسانیات، اور شہری سماجی لسانیات جیسے جدید تحقیقی فریم ورک اردو میں رونما ہونے والی لسانی تبدیلیوں کے تجزیے کے لیے مؤثر اور موزوں ذرائع فراہم کرتے ہیں۔ جامعات اور تحقیقی اداروں کو ایسے منصوبہ جات کو ترجیح دینی چاہیے جو اردو کے ڈیجیٹل ارتقاء، شہری و علاقائی لسانی اثرات، اور بصری ابلاغ میں زبان کے کردار کا تحقیقی مطالعہ ممکن بنائیں۔

اسی ضمن میں نوجوان محققین کو جدید تحقیقی طریقوں کی تربیت دینا ازحد ضروری ہے۔ ڈیجیٹل کارپس کی تیاری، لسانی تجزیے کے سافٹ ویئر کا استعمال، کثیر لسانی ماحول میں فیلڈ ورک، اور سیمیٹک تشریح جیسے علمی اوزار محققین کی نئی نسل کو اردو کے عصری لسانی مظاہر کے فہم کے لیے ضروری مہارتوں سے لیس کریں گے۔

ایک نہایت اہم پیش رفت اردو کے متنی اور بصری استعمالات کو محفوظ کرنے والے ایک جامع ڈیجیٹل کارپس کی تشکیل ہو گی۔ اس کارپس میں صرف ادبی متون ہی نہیں بلکہ روزمرہ مکالمات، سوشل میڈیا کا مواد، اشتہارات اور شہری علامات بھی شامل کی جائیں تاکہ محققین لسانی تبدیلیوں کا درست اندازہ لگا سکیں اور زبان کی ارتقائی سمت کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔ اس طرح کی کاوش اردو کے روایتی علمی دائرے اور عصری ذرائع ابلاغ و ثقافت کے درمیان ایک مضبوط علمی پل کا کام دے سکتی ہے۔

اختتاماً یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ اردو کا مطالعہ ایک نکتۂ انحراف پر آن کھڑا ہوا ہے۔ جہاں کلاسیکی روایات کا تحفظ ضروری ہے، وہیں عصری تبدیلیوں کے ادراک اور ان سے مربوط رہنا بھی یکساں اہمیت کا حامل ہے۔ اردو محض ماضی کی یادگار نہیں بلکہ ایک زندہ، ترقی پذیر اور متنوع زبان ہے جو اپنے بولنے والوں کی شناخت، جذبات اور ثقافتی میلانات کی بھرپور عکاس ہے۔ اردو تحقیق کو اپنی فکری جہات کو وسعت دینے، جدید تناظرات اپنانے، اور بین الضابطی تعاون کو فروغ دینے کی ضرورت ہے تاکہ نہ صرف زبان کا علمی وقار برقرار رہے بلکہ اردو عالمی علمی مکالمے میں بھی ایک مؤثر اور فعال حیثیت سے شریک ہو سکے۔ اردو کا مستقبل روایت اور اختراع کے مابین ایک نازک مگر بامعنی توازن میں مضمر ہے—— ایسا توازن جو صرف جامع، بصیرت افروز، اور مستقبل شناس تحقیق کے ذریعے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

1۔ حافظ صفوان محمد چوہان، اُردو اطلاعیات اور سائبر دنیا، اُردو سائنس بورڈ، لاہور 2021ء، ص 113
2۔ عائشہ یاسین، گلوبلائزیشن اور میڈیا کا کردار، نوائے وقت، 10 نومبر 2023
3۔ سہیل بخاری، ڈاکٹر، لسانی مقالات (حصہ سوم)، ص 448
4۔ https://www.bbc.com/urdu/articles/cxeee07mjnno
5۔ https://www.dawnnews.tv/news/1225121
6۔ https://jang.com.pk/news/923858
7۔ روزنامہ خبریں 1، جولائی 2020ء، ص 1
8۔ روزنامہ جنگ 1، جنوری 2015 ء، ص 11

References:

1- Hafiz Safwan Muhammad Chohan, Urdu Informatics and the Cyber World, Urdu Science Board, Lahore 2021, p. 113

2. Ayesha Yaseen, The Role of Globalization and Media, Nawai Waqt, November 10, 2023

3. Sohail Bukhari, Doctor, Linguistic Articles (Part Three), p. 448

4. https://www.bbc.com/urdu/articles/cxeee07mjnno

5. https://www.dawnnews.tv/news/1225121

6. https://jang.com.pk/news/923858

7. Daily Khabrain, July 2020, p. 1

8. Daily Jang, January 2015, p. 11